

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خلیل احمد بزرگوار ای میل سوال کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص اپنی حلال کمائی سے دنیاوی لالچ کی بنا پر انعامی بانڈ خرید لیتا ہے۔ حالانکہ یہ کاروبار شرعاً جائز نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بانڈ کی رقم پر بھی زکوٰۃ دینا ہوگی یا نہیں؟ حالانکہ اس کی رقم کاروبار میں مصروف ہو چکی ہے اگرچہ غیر شرعی کاروبار ہے۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد

بلاشبہ پرائز بانڈ کاروبار نہ صرف سود ہے بلکہ اس میں جو اکا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ سود اس لحاظ سے ہے کہ حکومت ایک متعین شرح کے حساب سے سود کی رقم کا حساب کر کے اسے انعام کی شکل میں دیتی ہے۔ اس طرح یہ بانڈ حکومت کے لئے سودی قرضہ کی ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور بانڈ خرید کر رکھنے والا انعامی رقم کو حاصل کرنے کی توقع کی وجہ سے اس گناہ میں برابر کا شریک ہے۔ اور جو اس لئے ہے کہ بانڈ ہولڈر صرف اتفاقاً طور پر نمبر نکل آنے سے بغیر کسی فعال سرمایہ کاری کے نفع حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ جو اس میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ اس لئے جو شخص بانڈ خرید کر لینے پاس رکھے ہوتے ہے اسے چاہیے کہ اس کی حرمت کے پیش نظر انہیں واپس کر کے اپنی رقم لے اور کسی مناسب کاروبار میں لگائے۔ صورت مسئلہ میں ان بانڈز کی مالیت پر زکوٰۃ دینا ہوگی۔ بشرط یہ کہ یہ مالیت نصاب کو پہنچ جائے پھر اس پر سال گزر جائے اور وہ ضروریات زندگی سے بھی فاضل ہو کیوں کہ یہ ایک قرض کی صورت ہے۔ اگر یہ رقم کسی کو قرض دی ہوتی۔ تو بھی اسے زکوٰۃ ادا کرنا مالک کی ذمہ داری ہے۔ لہذا ان بانڈز سے زکوٰۃ ادا کرنا چاہیے۔ البتہ اس بات کا خیال رکھے کہ زکوٰۃ میں یہ بانڈز وغیرہ نہ جینے جائیں بلکہ نقدی کی صورت میں ادا کی جائے۔ کیوں کہ بانڈز جینے سے سودی کاروبار کے پھیلنے کا اندیشہ ہے اور مسلمان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد: 1 صفحہ: 266